ا۔قال رسول اللہ ﷺ: اِنّمَا الاَعمَالُ بِالنّیّاتِ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اعمال کا دارومدار یعنی اعمال کی بنیاد نیتوں پر ہے

ا۔ اس حدیث مبارکہ کی اصل منشاء امت پر اس حقیقت کو واضح کرنا ہے کہ تمام اعمال کی صلاح و فساد اور قبولیت و مردودیت کا مدار نیت پر ہے، یعنی عمل صالح وہی ہو گا اور اسی کی اللہ تعالیٰ کے یہاں قدرو قیمت ہو گی جو صالح نیت سے کیا گیا ہو۔

۲۔ اس میں ایک اہم بات یہ ہے کہ کسی کو یہ غلط فہمی ہو سکتی ہے کہ جب دارومدار نیت پر ہے تو اگر برے کام بھی کسی اچھی نیت سے کئے جائیں تو وہ اعمال صالحہ ہو جائیں گے اور ان پر ثواب بھی ملے گا مثلاً مال چوری کر کے غریبوں میں بانٹنا۔ اصل بات یہ ہے جو کام غلط اور بُرے ہیں اور ان کاموں کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے کرنے سے منع فرمایا ہو تو ان میں حسنِ نیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۳۔ اس حدیث مبارکہ کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ہر عمل حسنِ نیت کی وجہ سے عبادت بن جاتے ہیں۔ مثلاً کھانا کھانے، پانی پینے، سونا غرض روزمرہ کے اعمال جو ہم کرتے ہیں اگر اس میں یہ نیت کرلیں کہ چونکہ ان اعمال پر رسول پاک ﷺ نے بھی عمل فرمایا تھا تو اتباع سنت کی

وجہ سے میں بھی یہ عمل کرتا ہوں۔۔تو ماشاء اللہ یہ سب عمل عبادت بن جائے گا اور یہ باعث اجر و ثواب بھی ہو گا۔

۴۔ علماء کرام نے فرمایا ہے کہ ایک ہی عمل میں ہم مختلف نیتیں کر سکتے ہیں اور پھر ہر نیت درست ہے تو اب ہر نیت پر الگ ثواب ملے گا چاہے عمل ایک ہی ہو۔ مثلاً کھانا کھاتے ہوئے یہ نیتیں ہم کر سکتے ہیں

☆ اتباعِ سنت کی

☆ کھانا کھانے سے جو قوت ملے گی اس سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں گا

☆ اس قوت کو لوگوں کی مدد میں خرچ کروں گا

☆ اپنی تعلیم کو صحیح طریقے سے حاصل کروں گا۔۔۔وغیرہ وغیرہ

۵۔ اس دنیا میں جو اچھا کام جس نیت سے بھی کریں (چاہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ہو یا صرف نمود و نمائش ہو)اس کے فیصلے ظاہر پر ہوں گے جبکہ آخرت میں نیتوں پر فیصلے کئے جائیں گے۔

۶۔ ایک طویل حدیث مبارکہ ہے جس سے ثابت ہو تا ہے بڑے سے بڑا عمل بھی اگر اخلاص اور للّٰہیت سے خالی ہو گا تو وہ جہنم ہی میں لے جائیگا۔

خلاصہ یہ نکلا کہ اصل کام یہ ہے کہ اپنے ہر عمل کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر بنانے کی کوشش کی جائے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین